Al-Qawārīr - Vol: 06, Issue: 01,
Oct – Dec 2024

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
Journal.al-qawarir.com

نکاح مسیار: مشروعیت کے دلائل کا تجزیہ قدیم وجدید فقہاء کی آراء کے تناظر میں

Nikah Misyar, an analysis of the Arguments for Legitimacy in the Context of the Opinions of Ancient and Modern Jurists

Dr. Abdul Ghaffar
Director Seerat Rahmatul-Allameen (PBUH) Chair, Assistant Prof., Department of Islamic Studies University of Okara, Okara
Zunira Mustafa
Head of Jamia Zunira lilbanat, okara
Salma Siddique
PhD Scholar, Department of Urdu, Lahore Leeds University, Lahore

ABSTRACT
Nikah Misyar is a modern term. It means that in it the woman gives up her right to maintenance and residence. That is, she neither demands accommodation from the man nor expenses, etc. The need of the hour is to clarify the true form of Nikah Misyar. It should be seen that what is Nikah Misyar? What are the reasons and motivations for this type of marriage? Is it capable of fulfilling the Sharia and social objectives and requirements of marriage. What are its foundations in Islamic law? What are the opinions and fatwas of contemporary scholars about it? And in view of its interests and corruptions, what does the principle of expediency of Sharia say? This article, "Nikah Misyar and the Principle of Expediency of Sharia", will present an analytical study of the arguments on this topic. Globalization and modern and fast travel facilities are causing significant changes in the civilization and values of human societies. Due to which the family system is also being affected and a modern term of Nikah Misyar is being used and regular legislation is being made on it in Islamic countries. Jurists have presented their opinions and suggestions regarding the Sharia, constitutional, and legal status of this legislation. It is very important to study these opinions and suggestions so that a regular action plan can be prepared on this subject in accordance with contemporary requirements.

Keywords: *Nikah Misyar; woman; Globalization; Sharia,* contemporary

CC BY

تعارف موضوع

نکاح مسیار ایک جدید اصطلاح ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اس میں عورت اپنے نفقہ وسکنی کے حق سے دستبردار ہو جاتی ہے۔ یعنی نہ تو وہ مرد سے رہائش کا مطالبہ کرتی ہے اور نہ ہی اخراجات وغیرہ کا۔ وقت کا تقاضا ہے کہ نکاح مسیار کی صحیح صورت کو واضح کیا جائے۔ یہ دیکھا جائے کہ نکاحِ مسیار کیا ہے؟ اس قسم کے نکاح کے اسباب و محرکات کیا ہیں؟ کیا یہ نکاح کے شرعی و معاشرتی مقاصد و تقاضے پورے کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ شریعت اسلامیہ میں اس کی بنیادیں کیا ہیں؟ دورِ حاضر کے اہلِ علم کی اس کے بارہ میں آراء و فتاویٰ کیا ہیں؟ اور اس کے مصالح و مفاسد کے پیش نظر شریعت کا اصولِ مصلحت کیا کہتا ہے؟ مقالہ ہذا "نکاحِ مسیار اور شریعت کا اصول مصلحت" اسی موضوع پر دلائل کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا جائے گا۔

دین اسلام میں نکاح کرنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ نکاح کرنے سے ایک ایسا پاکیزہ عائلی نظام تشکیل پاتا ہے جس سے اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا آسان ہو جاتا ہے۔ نکاح کرنا تمام نبیوں کی سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلاً مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجاً وَذُرِّيَّةً﴾[1]

"اور آپ ﷺ سے پہلے ہم نے بہت سے رسولوں کو بھیجا اور ان کو ہم نے بیویاں عنایت فرمائیں اور اولاد بھی دی"۔

حدیث مبارکہ میں چار چیزوں کو حضرات مرسلین علیہم السلام کی سنت قرار دیا گیا ہے:

((أَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِينَ: الحَيَاءُ، وَالتَّعَطُّرُ، وَالسِّوَاكُ، وَالنِّكَاحُ)) [2]

"چار چیزیں رسولوں علیہم السلام کی سنت میں سے ہے: حیاء، عطر لگانا، مسواک اور نکاح۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي، فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي))[3]

"نکاح میری سنت ہے، جو میری سنت پر عمل نہ کرے وہ مجھ سے نہیں۔"

ایک اور حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے نکاح کرنے کا حکم دیا:

((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ البَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ))[4]

"اے نوجوانو! جو تم میں سے نان و نفقہ اور نکاح کی طاقت رکھتا ہو اسے نکاح کر لینا چاہیے کیونکہ یہ نظر کو نیچی رکھتا ہے اور بدکاری سے محفوظ رکھتا ہے اور جسے اس کی طاقت نہ ہو تو اسے روزہ رکھنا چاہیے اس لیے کہ اس سے اس کی نفسانی خواہش دب جائے گی"۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ فَقَدْ كَمُلَ نِصْفُ الدِّينِ، فَلْيَتَّقِ اللهَ فِي النِّصْفِ الْبَاقِي))[5]

"جب بندہ نکاح کر لیتا ہے تو آدھے دین کو پورا کر لیتا ہے۔ اب وہ باقی آدھے کے بارے میں اللہ سے ڈرتا رہے۔"

نکاح کرنے سے آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَمْ نَرَ- يُرَ- لِلْمُتَحَابَّيْنِ مِثْلُ النِّكَاحِ))[6]

"نکاح کے مثل محبت، دو محبت کرنے والوں میں اور کسی چیز میں نہیں دیکھی"۔

مذکورہ آیات و احادیث مبارکہ سے عیاں ہے کہ نکاح انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور بقائے دین و نسل کے لیے انتہائی ضروری ہے۔

تحقیق کا بنیادی سوال:

عالمگیریت Globalization اور سفر کے جدید اور تیز رفتار سہولیات کی وجہ سے انسانی معاشروں کی تہذیب و اقدار میں نمایاں تبدیلیاں واقع ہو رہی ہیں۔ جس کی وجہ سے عائلی نظام بھی متاثر ہو رہا ہے اور نکاح مسیار کی ایک جدید اصطلاح استعمال ہو رہی ہے اور اسلامی ممالک میں باقاعدہ اس پر قانون سازی کی جارہی ہے، اس قانون سازی کی شرعی، آئینی، قانونی اور حیثیت کے بارے میں فقہاء کرام نے اپنی آراء و تجاویز پیش کی ہیں ان آراء و تجاویز کا مطالعہ کرنا انتہائی ضروی ہے تاکہ عصری تقاضوں کے مطابق اس موضوع پر باقاعدہ لائحہ عمل تیار کیا جائے۔

نکاحِ مسیار کے مفاہیم کا جائزہ:

مسیار کا لفظ، سیر سے نکلا ہے۔ جس کا مطلب ہے چلنا، پھرنا[7] لسان العرب میں ہے: سیر: السیر: الذھاب[8] یعنی چلنا اور کسی ایک جگہ نہ ٹھہرنا اسے "مسیار" اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں مرد دوسری بیوی کی طرف چلتا ہے جو اقامت، نفقہ اور سکنیٰ جیسے حقوق سے دستبردار ہو چکی ہوتی ہے۔ میسار، یسر، سے بنا ہے جس کا معنی آسانی ہے۔ لسان العرب میں ہے: الیسر: السھل [9] یعنی آسانی، سہولت، قرآن مجید میں ہے: ﴿يُرِيدُ ٱللَّهُ بِكُمُ ٱلْيُسْرَ﴾[10] "اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ رکھتا ہے"۔

چونکہ نکاح کی یہ صورت معروف نکاح کی نسبت آسان ہوتی ہے، اس لیے اسے نکاح مسیار کا نام جاتا ہے۔

فقہاء کی آراء اور اصطلاحی مفہوم:

"نکاح مسیار میں نکاح معروف کے تمام ارکان و شرائط موجود ہوتے ہیں۔ مثلاً ایجاب و قبول، ولی، گواہان، حق مہر اور ہمیشہ بسانے کی نیت وغیرہ۔ اس اعتبار سے یہ نکاح کی معروف صورت سے مشابہت رکھتا ہے، تاہم اس کا عرفی نکاح سے فرق یہ ہے کہ اس میں عورت اپنے نفقہ و

سکنیٰ کے حق سے دستبردار ہو جاتی ہے۔یعنی نہ تو وہ مرد سے رہائش کا مطالبہ کرتی ہے اور نہ ہی اخراجات وغیرہ کا۔مزید یہ کہ اگر اس مرد کی پہلے سے ایک یا زیادہ بیویاں موجود ہوں تو وہ اس کو مساوی حقوق دینے کا پابند بھی نہیں ہوتا اور جب چاہے اس کے پاس آسکتا ہے"۔[11]

ڈاکٹر یوسف القرضاوی نکاح مسیار کی تعریف یوں کرتے ہیں:

زواج المسیار یقوم علی اعفاء الزوج من واجب السکن والنفقة،والتسویة فی البیوتیة بینها وبین زوجته الاخری تنازلا منها ، فهی ترید رجلا یعفها ، و یحصنها، وان لم تکلفه شیئا بما لدیها من مال وسکن وکفایة تامة۔[12]

"نکاح مسیار کے قیام میں خاوند کو سکنیٰ، نفقہ، اور رات گزارنے میں اپنی بیوی جس کے پاس وہ ٹھہرا ہوا ہے اور دوسری بیویوں کے درمیان مساوات جیسے وجوب معاف ہوتے ہیں۔ وہ عورت اپنی عفت و عصمت کو بچانے والا شوہر چاہتی ہے اگرچہ وہ آدمی اس کے پاس مال وسکن اور مکمل کفایت میں سے کسی کا مکلف نہیں ہوتا۔"

ڈاکٹر وھبہ زحیلی رقمطراز ہیں:

هو الزواج الذی یتم بین رجل وامرأة بایجاب و قبول و شهادة شهود و حضور ولی علی ان تتنازل المراة حقوقها المادیة من مسکن و نفقة لها ولا لاولادها ان ولدت وعن بعض حقوقها مثل قسم فی المبیت بینها و بین ضرتها و تکفی بان یتردد علیها الرجل احیاناً[13]

"یہ ایسا عقد ہے جو عورت اور مرد کے درمیان ایجاب و قبول اور گواہوں اور ولی کی موجودگی کے ساتھ منعقد ہوتا ہے، اس بنیاد پر کہ عورت اپنے بعض حقوق مثلاً رہائش اپنے اور اپنی اولاد (اگر ہو جائے) کے نان و نفقہ اور شب بسری وغیرہ سے دستبردار ہو جاتی ہے۔ مرد جب چاہے اس کے پاس آسکتا ہے۔"

اسلامی معاشرہ میں نکاح مسیار کا بڑھتا ہوا رجحان اسباب کا جائزہ

اسلامی معاشرہ میں و ممالک میں نکاح مسیار کے بڑھتے ہوئے رجحان کا جائزہ لیں تو بنیادی طور پر درج ذیل اسباب سامنے آتے ہیں۔

1. خواتین سے متعلقہ اسباب
2. مردوں سے متعلقہ اسباب
3. سماج سے متعلقہ اسباب

1۔ خواتین سے متعلقہ اسباب

(الف) ایسی خواتین کی تعداد کثرت سے نظر آتی ہے جو نکاح کی عمر کو پہنچ چکی ہوتی ہیں، لیکن اس کے باوجود ان کی شادی نہیں ہوتی یا پھر شادی کے بعد طلاق یا خاوند کی موت کی وجہ سے اپنے گھروں میں بیٹھی ہوتی ہیں۔ بعض خواتین شادی کی عمر سے متجاوز ہو چکی ہوتی ہیں لیکن ابھی تک غیر شادشدہ ہوتی ہیں۔ جب ایک عورت لمبے عرصے تک بغیر شادی کے بیٹھی رہے تو دل و دماغ میں پریشانی کا طاری ہونا ایک فطری امر ہے۔ عورت یا اس کے سرپرستوں کو اس تکلیف دہ صورتحال سے چھٹکارے کے لیے یہ صورت مناسب معلوم ہوتی ہے کہ بعض حقوق سے دستبردار ہو کر نکاح کر لیا جائے تاکہ عورت کی پاکدامنی کا محافظ خاوند مل جائے جس سے اولاد ہو اور وہ خاتون پرسکون زندگی گزار سکے۔

(ب) خواتین تعدد ازواج کو قبول نہیں کرتیں باوجودیکہ وہ اسے اللہ کی طرف سے مدد کو عطا کردہ ایک حق سمجھتی ہیں، لیکن طبعی غیرت کی بنا پر وہ اسے برداشت نہیں کر پاتیں، لیکن اس روے کی بنیاد پر وہ طویل مدت تک اپنے گھروں میں بیٹھی رہتی ہیں حتیٰ کہ جب شادی کی عمر گزر جاتی ہے تو پھر شادی کی خاطر وہ اپنی حقوق سے دستبردار ہونے کے لیے بھی آمادہ ہو جاتی ہیں۔ اس روے کی بناء پر مرد بھی نکاح کے ذریعے شادی پر مجبور ہو گئے ہیں، کیونکہ ان کی خواہش ہوتی ہے کہ پہلی بیوی کو دوسری شادی کا علم نہ ہو اسی طرح انہیں اپنے خاندان کے بکھرنے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے، اس لیے کہ دوسری شادی کو زیادہ تر چھپانے اور دوسری بیوی کے ہاں وقت نہ گزارنے کی وجہ سے پہلی بیوی کو اس کا علم مشکل ہی ہو پاتا ہے۔ چنانچہ مجبور ہو کر نکاح مسیار کی طرف مردوں کے جانے کا سبب یہ ہے کہ وہ پہلی بیوی کو اس سے مطلع کرنے سے بچنا چاہتے ہیں جبکہ دوسری شادی کے بھی حاجت مند ہوتے ہیں۔

2۔ مرد سے متعلقہ اسباب

(الف) مردوں کو اپنی جنسی خواہش کی تسکین مقصود ہوتی ہے جسے وہ اپنی پہلی بیوی سے حاصل نہیں کر سکتے جسکی وجہ ان کی کبر سنی یا بچوں کے ساتھ مصروفیت وغیرہ ہو سکتی ہے۔ اس صورت میں دوسری شادی ان کا شرعی حق ہے، لیکن پہلی بیوی کے باخبر ہونے اور خاندان میں انتشار و بے چینی پیدا ہونے کے خوف سے وہ ایسا نہیں کر پاتے۔ اس طرح یہ امر نکاح مسیار کے ظہور کا سبب بن جاتا ہے۔ کیونکہ اس طرح گھر سے طویل غیر حاضری اور دوسری جگہ شب بسری کئے بغیر پاکدامنی بھی حاصل ہو جاتی ہے اور جنسی ضرورت کی تکمیل بھی۔ تقریباً ۷۰ فیصد لوگوں کا خیال ہے کی نکاح مسیار کا سبب مردوں کی جنسی تسکین کے حصول کا جذبہ اور سے پہلی بیوی سے پوشیدہ رکھنے کی خواہش ہے۔

(ب) مرد حضرات میں اپنی خاندانی زندگی میں مزید ذمہ داریاں اٹھانے کی قدرت و استعداد کے حامل نہیں ہوتے، خصوصاً عصر حاضر میں جبکہ شادی کرنا ایک انتہائی دشوار ہو چکا ہے، لیکن اپنی پاکدامنی اور جنسی ضرورت کی تسکین کے لیے انہیں

دوسری شادی کی ضرورت ہے۔ ان کی یہ ضرورت وہ خواتین پوری کر سکتی ہیں جو طلاق یافتہ یا بیوہ ہوتی ہیں یا پھر لمبے عرصے سے شادی کے انتظار میں بیٹھی ہوتی ہیں اس طرح یہ صورتحال نکاح مسیار تک لے جانے کا باعث بن جاتی ہے۔

(ج) مرد کی خواہش ہوتی ہے کے اسے ایسی بیوی میسر آئے جس سے وہ سکون حاصل کرے اور اپنی پاکدامنی کی حفاظت کر سکے لیکن اس راستے میں ایک بڑی رکاوٹ حائل ہو جاتی ہے اور وہ ہے لوگوں کا حق مہر کے معاملہ میں غلو کا مظاہرہ کرنا اور مرد پر ایسی مشکل ذمہ داریاں ڈال دینا جن سے عہدہ برآ ہونا اس کی مالی استعداد سے متجاوز ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ نکاح مسیار کی طرف گامزن ہو جاتا ہے۔

3۔ سماج سے متعلقہ اسباب

(الف) ایک لڑکی کے علاوہ والدین کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں ہوتا یا خاتون کو بعض ایسی رکاوٹیں درپیش ہوتی ہیں جن کی بناپر وہ گھریلو ذمہ داریاں ادا کرنے سے قاصر ہوتی ہے جبکہ اس کے سرپرست اس کی پاکدامنی اور اولاد کے خواہشمند ہوتے ہیں لہذا وہ اس کے خاوند پر کسی قسم کی ذمہ داری عائد نہیں کرتے اور نکاح مسیار پر رضامند ہو جاتے ہیں۔

(ب) ایک سے زائد شادیوں کی خواہش رکھنے والے شخص کو معاشرے میں طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ شہوت پرست ہے اور عورتوں کے علاوہ اسے کوئی کام نہیں۔ حالانکہ بعض خاص وجوہات کی بناپر اسے حقیقتا دوسری شادی کی ضرورت ہوتی ہے۔ تاکہ وہ اپنی پاکدامنی برقرار رکھ سکے، لیکن وہ معاشرے کی لعن طعن سے بچنے کے لیے علی الاعلان ایسا نہیں کرتا جس سے نکاح مسیار کی صورت بن جاتی ہے۔

(ج) معاشرہ میں ایسی بے شمار مطلقہ اور بیوہ عورتیں نظر آتی ہیں جن کے پاس کثیر مال موجود ہے اور وہ خاوند کی تلاش میں ہیں۔ اسی طرح بہت سی ایسی خواتین ہیں جن کے سرپرست عفت و عصمت اور اولاد کے حصول کی خاطر انکی شادی کے خواہش مند ہیں خواہ انہیں اس پر مال ہی کیوں نہ خرچ کرنا پڑے۔ چنانچہ یہ حالات نکاح مسیار کی راہ ہموار کر دیتے ہیں۔

نکاح مسیار کے مصالح و مفاسد

نکاح مسیار کے مصالح پر غور کریں تو مرد و عورت اور معاشرہ تینوں اس سے مستفید ہوتے ہیں۔ اس قسم کے نکاح سے ایک طرف تو کئی کنواری مگر عمر رسیدہ، بیوہ اور مطلقہ عورتوں کی عفت و عصمت محفوظ ہو گی تو دوسری طرف مرد بھی اپنے جذبۂ جنس کی تسکین حاصل کر سکیں گے اور معاشرہ بھی جنسی بے راہ روی کے برے اثرات سے محفوظ ہو جائے گا۔

حافظ شعیب احمد نکاح مسیار کے مفاسد کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں کہ:

> "اس صورت میں عورت خود کو مرد کی قوامیت سے آزاد سمجھنے لگ سکتی ہے نیز اس طرح اولاد پر والد کے خوف اور رعب کے اثرات نہ ہونے سے اولاد کی تربیت بھی متاثر ہو گی۔[14]

حافظ طاہر اسلام، علامہ محمد صالح المنجد کے حوالہ سے نکاح مسیار کے نقصان دہ پہلو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"خاندان کے مقاصد مثلاً زوجین کے مابین محبت و مودت اور کامل راحت و اطمینان نظر انداز ہو جاتے ہیں اور صحیح طور پر حاصل نہیں ہوتے ہیں۔ اس میں عورت اپنے آپ کو مرد کی قوامیت سے آزاد سمجھتی ہے جس سے اس کے رویے میں بد سلوکی آتی ہے اور وہ اپنے ساتھ ساتھ معاشرہ کو بھی نقصان پہنچاتی ہے۔"[15]

نکاح مسیار کی مشروعیت کے دلائل کا جائزہ

نکاح مسیار کے بارہ میں علماء وفقہاء مختلف فیہ آراء رکھتے ہیں۔ بعض کے نزدیک یہ ایک باطل و فاسد نکاح ہے۔ بعض اسے مذاق اور کھیل تماشے سے تعبیر کرتے ہیں۔ ایک طبقہ اسے کراہت کے ساتھ جائز قرار دیتا ہے جبکہ کئی فقہاء اس کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔ بہر حال نکاح مسیار کے جواز اور عدم جواز کے حوالہ سے علماء کے تین مواقف نمایاں ہیں:

1۔ نکاح مسیار ناجائز ہے

2۔ نکاح مسیار مکروہ ہے

3۔ نکاح مسیار جائز ہے

1۔ پہلا موقف: نکاح مسیار ناجائز ہے

نکاح مسیار کے بارے میں پہلا موقف اس کے ناجائز ہونے کا ہے جس میں فقہاء و مفکرین کی آراء کو بمعہ دلائل پیش کیا جارہا ہے۔

ڈاکٹر محمد عبد الغفار الشریف

ڈاکٹر محمد عبد الغفار الشریف جو کویت میں شریعہ اسلامیہ کالج اور دراسات اسلامیہ کے پرنسپل ہیں۔ نکاح مسیار کے بارے میں لکھتے ہیں:

زواج المسيار بدعة جديدة، ابتدعها بعض ضعاف النفوس، الذين أن يتحللوا من كل مسئوليات الأسرة، ومقتضيات الحياة الزوجية [16]

"نکاح مسیار ایک جدید بدعت ہے جو بعض کمزور لوگوں نے نکالی ہے جو خاندانی ذمہ داریوں اور حیات زوجیہ کے تقاضوں سے جان چھڑانا چاہتے ہیں۔"

ڈاکٹر عجیل جاسم النشمی

ڈاکٹر عجیل جاسم کلیۃ الشریعہ کویت کے ڈائریکٹر کے نزدیک زواج مسیار ایک باطل عقد ہے۔ باطل نہ مانا جائے تو کم از کم فاسد ضرور ہے۔ ڈاکٹر النشمی نے اپنے استدلال میں درج ذیل چھے دلائل پیش کیے ہیں:

1۔ اس میں شادی کے عقد کی تحقیر و تذلیل ہے اور قدیم فقہا نے اس قسم کو موضوع بحث نہیں بنایا اور اس کا درست ہونے سے ادنیٰ سا تعلق بھی نہیں۔

2۔ اس عقد کو فساد کا ذریعہ بھی بنایا جا سکتا ہے۔ بایں طور کہ خواہشات نفس رکھنے والے اسے اپنا شعار بنالیں گے اور عورت کہے گی کہ جو میرے دروازے پر آرہا ہے، نکاح مسیار کی رو سے میرا خاوند ہے، حالانکہ ایسا نہ ہوگا اور اس قسم کی صورتحال کا سدباب ،اصول دین میں معتبر سمجھا لیا گیا ہے۔

3۔ عقد نکاح مسیار شریعت اسلامیہ کے ان مقاصد کے منافی ہے جو ایک مستقل خاندان کی تشکیل سے حاصل ہوتے ہیں۔

4۔ اکثر طور پر نکاح مسیار پوشیدہ ہوتا ہے اور اس معاملے کے عیوب و نقائص اس نکاح کی ممانعت کے لیے کافی ہیں۔

5۔ شادی کی اس صورت میں اگر عورت نفقے کا مطالبہ کرے تو اس کو طلاق کا خوف رہتا ہے کیونکہ اس سے قبل وہ اپنے اس حق سے دستبردار ہو چکی ہوتی ہے۔

6۔ اس صورت میں خاوند گنہگار ہوتا ہے کیونکہ وہ پہلی بیوی کے علم کے بغیر دوسری کے پاس جاتا ہے، اور جو وقت وہ اس کے ساتھ گزارتا ہے یا اس سے جو معاملہ کرتا ہے، پہلی بیوی کے وقت اور حق میں سے ہوتا ہے۔[17]

آخر میں ڈاکٹر موصوف کہتے ہیں:

أن هذا الزواج يشبه زواج المحلل وزواج المتعة من حيث الصحة شكلاً، والحرمة شرعاً.[18]

"یہ نکاح از روئے شکل و صحت کے اور از روئے شرع حرمت میں حلالہ اور متعہ کے مشابہ ہے۔"

2۔ شادی کی اس شکل سے بہت سے مفاسد اور شادی کی حکمت کے منافی نتائج نکلتے ہیں۔ جن کا تعلق صحت، سکون، طہارت و پاکدامنی کے ساتھ ساتھ اولاد کے ضیاع، ازدواجی و عائلی زندگی کے مسائل اور اس نکاح کے عدم اعلان سے ہے۔ اگر اسے کوئی ہمسایہ یا پڑوسی دیکھے تو طرح طرح کے خیالات اور قیاس آرئیاں جنم لیں گی۔ مزید برآں، نکاح مسیار، عورتوں، کی مجبوریوں سے ناجائز فائدہ اٹھانے کے مترادف ہے۔ اگر معروف طریقے سے اسے نکاح میسر ہو تو وہ کبھی بھی اسے قبول نہ کرے۔ اس میں عورت کی توہین کا پہلو بھی ہے۔

علامہ الشیخ محمد ناصر الالبانیؒ کا موقف اور دلائل کا جائزہ

علامہ البانیؒ نکاح مسیار کی عدم اباحت کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک اس میں بہت نقصانات ہیں جن میں سر فہرست یہ ہے کہ اس سے بچوں کی تربیت اور اخلاق پر منفی اثر مرتب ہوتے ہیں۔ شیخ موصوف سے جب نکاح مسیار کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے اس سے منع فرمایا اور ممانعت کے دو اسباب بیان کیے:

أن المقصود من النكاح هو " السكن " كما قال تعالى : "وَمِنْ أَيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ-"[19] وهذا الزواج لا يتحقق فيه هذا الأمر. والثاني : أنه قد يقدَّر للزوج أولاد من هذه المرأة ، وبسبب البعد عنها وقلة مجيئه إليها سينعكس ذلك سلباً على أولاده في تربيتهم وخلقهم[20]

اول: نکاح کا مقصود سکون ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (اور اس کی ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تم میں سے بیویاں پیدا کیں، تاکہ تم ان کے پاس جاکر سکون حاصل کرو، اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت کے جذبات رکھ دیے، یقیناً اس میں ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں) یہ نکاح یہ مقصد پورا نہیں کرتا۔

ثانی: شوہر کی اس بیوی سے اولاد ہونا یقینی بات ہے مگر لیکن دوری اور کم آمد اولاد کی تربیت و اخلاق کو متاثر کرتی ہے۔

ڈاکٹر ابراہیم کا موقف:

ڈاکٹر صاحب کلیہ شریعہ والقانون کے استاذ ہیں۔ وہ بھی نکاح مسیار کے بارہ میں عدم اباحت کے قائل ہیں۔ وہ اس کے متعلق فرماتے ہیں:

أميل إلى القول بحرمة زواج المسيار لأنه لا يحقق الغرض الذي يقصده الشارع من تشريع الزواج[21]

"میں بھی نکاح مسیار کی حرمت کے قول کی طرف میلان رکھتا ہوں کیونکہ یہ شارع کے مقاصد نکاح کو پورا نہیں کرتا۔"

الشیخ عبد العزیز المسند کا موقف

الشیخ المسند سعودی عرب کی وزارۃ التعلیم العالی کے مشیر اور معروف عالم ہیں۔ شیخ موصوف نے نکاح مسیار پر سخت تنقید کی ہے اور اسے محض مذاق، کھیل اور عورت کی توہین قرار دیا ہے موصوف کے بقول ایسا نکاح بزدل مرد ہی کرتے ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں:

زواج المسيار ضحكة ولعبة.. فزواج المسيار لا حقيقة له، وزواج المسيار هو إهانة للمرأة، ولعب بها...، فلو أبيح أو وجد زواج المسيار لكان للفاسق أن يلعب على اثنتين وثلاث وأربع وخمس.. وهو وسيلة من وسائل الفساد للفساق... وأستطيع أن أقول: "إن الرجال الجبناء هم الذين يتنطعون الآن بزواج المسيار.[22]

"نکاح مسیار مذاق اور کھیل ہے۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ یہ عورت کی اہانت ہے۔ اگر اسے جائز قرا دے دیا جائے تو یہ فاسق کے لیے دو چار یا پانچ عورتوں سے کھیلنا جائز ہو جائے گا اور فاسقوں کے لیے فساد کا ایک ذریعہ بن جائے گا۔ میں تو کہتا ہوں کہ آج کل زواج مسیار میں محض بزدل قسم کے لوگ ہی مشغول ہیں"۔

ڈاکٹر حسن ثانی کا موقف:

مدینہ منورہ کی طیبہ یونیورسٹی کے ایسوسی ایٹ پروفیسر آف سائیکالوجی ڈاکٹر حسن ثانی کا کہنا ہے کہ نکاح المسیار شرعی نکاح کی شرائط اور ضوابط سے بچنے کا قانونی طریقہ ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ اس قسم کی شادی سے حقیقی شادی کے فوائد حاصل نہیں ہو سکتے اور جو تعلق شروع سے ہی غیر مستحکم ہو اس کا اچھا نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ ڈاکٹر حسن ثانی نے نکاح المسیار کو محض جسمانی تعلق قرار دیتے ہوئے معاشرے میں خرابی کی وجہ قرار دیا۔[23]

ڈاکٹر حسین بن محمد بن عبد اللہ آل شیخ کا موقف:

ڈاکٹر حسین بن محمد بن عبد اللہ آل شیخ جامعہ محمد بن سعود مملکت سعودی عرب کے سابق استاذ مساعد ہیں۔ انہوں نے نکاح مسیار پر شدید تحفظات کا اظہار کیا۔ انہوں نے فرمایا:

إن زواج المسيار بالنظر العام إلى أركانه وشروطه جائز شرعاً، ولكن لما في هذه الشروط من نتائج سيئة، فهي فاسدة[24]

نکاحِ مسیار عام نظر میں ارکان و شروط کے لحاظ سے شرعاً جائز ہے لیکن جب ان شروط کے نتائج برے ہوں تو یہ فاسد ہیں۔"

مذکور اہل علم کے علاوہ ڈاکٹر الزحیلی[25] اور ازہر شریف میں مجمع البحوث الاسلامیہ کے رکن ڈاکٹر محمد راوی .[26]، بھی نکاح مسیار کے بارے میں عدم اباح کا مقف رکھے ہیں۔

دوسرا موقف: نکاحِ مسیار مکروہ ہے

بعض علماء کے نزدیک نکاح مسیار جائز تو ہے، لیکن اس میں کراہت ہے۔ ان میں سے چند علماء کی موقر آراء پیش خدمت ہیں۔

ڈاکٹر وہبہ الزحیلی کا موقف:

ڈاکٹر وہبہ الزحیلی دمشق یونیورسٹی کے پروفیسر اور مجمع فقہ اسلامی کے رکن ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

هذا الزواج صحيح غير مرغوب فيه شرعا.. لأنه يفتقر إلى تحقيق مقاصد الشريعة الإسلامية في الزواج من السكن النفسي، والإشراف على الأهل والأولاد ورعاية لأسرة بنحو أكمل، وتربية أحكم[27]

"نکاح مسیار درست ہے، مگر شرعی طور پر ناپسندیدہ ہے اس لیے کہ اس میں شریعت اسلامیہ کے مقاصد پورے طور پر موجود نہیں مثلا قلبی اطمینان، اہل و عیال کی نگرانی، کامل طریقے سے خاندان کی دیکھ بھال اوور پختہ تربیت وغیرہ"۔

ڈاکٹر یوسف القرضاوی کا موقف:

ڈاکٹر موصوف کا موقف ہے کہ نکاح مسیار ایک عام نکاح ہے۔ اعتبار مسمیات و مضامین کا ہو گا نہ کہ اسماء و عناوین کا۔ یہ نکاح عرفی نکاح کے قریب ہے اگرچہ مکمل طور پر اس کے مشابہ نہ بھی ہو۔ وہ فرماتے ہیں:

زواج المسيار--فهو قريب من الزواج العرفي إن لم يكن مثله تماماً[28]

"زواج مسیار۔۔ یہ عرفی نکاح کے قریب ہے اگرچہ مکمل طور پر اس کے مشابہ نہ بھی ہو۔"

ڈاکٹر قرضاوی نے اس کے جواز پر یوں استدلال کیا ہے کہ اس میں تمام ارکان و شرائط مکمل ہیں۔ اگرچہ عورت اپنے بعض حقوق سے دستبردار ہو جاتی ہے تو اس کا اسے اختیار ہے۔ کیونکہ وہی حقوق کی مالک ہے اور وہ انہیں چھوڑنے کے بھی مجاز ہے۔ یہ چیز عقد پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ ڈاکٹر موصوف سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے عمل کو بھی بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اپنے حقوق سے دستبرداری کو عقد میں بطور شرط ذکر نہ کرنا ہے بلکہ اسے عرفی طور پر ہی باہمی مفاہمت سے سجھ لینا چاہیے ۔ اگرچہ عقد میں اس کے ذکر سے نکاح باطل نہ ہو گا اور اس کی شرائط کی پابندی لازم ہو گی۔[29]

الشیخ عبداللہ بن منیع

ہیئۃ کبار العلماء کے رکن شیخ عبداللہ بن منیع کی نکاح مسیار کے بارے میں رائے یہ ہے کہ یہ شادی درست ہے اور وہ اسے منع نہیں سمجھتے البتہ ناپسند جانتے ہیں۔ان کے خیال میں یہ عورت اور اس کی عزت و رفعت کے لیے موجب توہین ہے لیکن چونکہ حق اس کا ہے اور وہ رضامندی سے اپنے حق سے دستبردار ہو گئی ہے۔[30]

ان کے خیال میں نکاح مسیار میں حرام کا کوئی شائبہ نہیں۔ موصوف اس سلسلے میں تحریم تو کجا توقف کے قول کو بھی رد کرتے ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ:

الأصل في العقود الشرعية، ومنها الزواج هو الإباحة، فكل عقد استوفى أركانه وشرائطه الشرعية كان صحيحاً ومباحا، ما لم يتخذ جسرا أو ذريعة إلى الحرام، كنكاح التحليل، والزواج المؤقت، وزواج المتعة، وليس في المسيار قصد حرام... وأستهجن القول بتحريمه، أو التوقف في شأنه".[31]

"شرعی معاہدوں میں بشمول نکاح اصل اباحت ہے۔ ہر وہ عقد جس کے ارکان و شرائط مکمل ہوں وہ صحیح اور جائز ہو گا، بشرطیکہ اسے حرام تک پہنچنے کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔ جیسا کہ حلالہ، متعہ اور وقتی نکاح میں ہوتا ہے۔ نکاح مسیار میں کوئی حرام مقصد نہیں ہوتا۔ میں اس کی حرمت یا اس میں توقف کے قول کو ناپسند سمجھتا ہوں۔"

ان کے نزدیک نکاح مسیار کے مفید پہلو زیادہ ہیں وہ نکاح مسیار کے غلط اور برے اثرات پر بھی یقین نہیں رکھتے بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ان کے نزدیک اس سے عورت کو تحفظ ملتا ہے، پاکدامنی حاصل ہوتی ہے اور وہ انحراف سے بچ جاتی ہے۔"[32]

علامہ سعود الشریم کا موقف:

مسجد الحرام کے امام وخطیب شیخ الشریم نکاح مسیار کے بارے میں کہتے ہیں:

إن هذا الزواج يحقق الإحصان لكنه لا يحقق السكن. والغالب فيه أن تكون المرأة هي الخاطب، وبالتالي فهي تستطيع أن تحكم على ما تجنيه من فائدةواستدل على جوازه بأنه عقد مستكمل الأركان والشروط، وأنه لا بأس بتنازل المرأة عن بعض حقوقها وفي ذلك يقول:"إذ ا تنازلت المرأة عن حقها فهي أولى الناس بنفسها، ولا تعني إساءة تطبيق زواج المسيار تحريمه، فقد يحصل منه ضرر من وجه دون آخر، وقد يكون الفساد الناتج عن ترك هذا الزواج أدهى من الفساد الناجم مع وجوده وتحققه.[33]

"اس سے پاکدامنی تو حاصل ہوتی ہے، مگر راحت واطمینان نہیں۔۔۔ میں اس کے جواز پر استدلال کرتا ہوں کہ یہ نکاح ارکان وشروط کو پورا کرنے والا ہے۔۔ اگر عورت اپنے حق سے دستبردار ہوتی ہے تو وہ اپنے آپ کی زیادہ حقدار ہے۔ نکاح مسیار سے پیدا ہونے والے بعض برے نتائج اسے حرام نہیں کرسکتے ۔اسلیے کہ کبھی اک پہلو سے تو نقصان ہوتا ہے، لیکن دوسرے سے نہیں۔ کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ اس کو چھوڑنے کے نتیجے میں پیدا ہونے والا فساد اس فساد سے زیادہ مصیبت میں مبتلا کردیتا ہے جو نکاح مسیار کی موجودگی میں ہوتا ہے۔"

نکاح مسیار کے جائز ہونے کے موقف کے دلائل کا جائزہ

تیسرا موقف رکھنے والے علماء کے نزدیک نکاح مسیار جائز ہے۔ان کا کہنا ہے کہ اگر عقد کی شرعی شرائط پوری ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ یعنی ولی، فریقین کی رضامندی، گواہان اور زوجین کا موانع نکاح سے محفوظ ہونا وغیرہ۔ ذیل کی سطور میں ان علماء کرام کی آراء وفتاویٰ پیش کیے جاتے ہیں۔

مفتی اعظم عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز

شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نکاح مسیار کرتا ہے۔ یہ اس کی دوسری، تیسری یا چوتھی بیوی ہے، جو اپنے والدین کے گھر رہے گی اور خاوند مختلف اوقات میں اس کے پاس جایا کرے گا۔ جو ان دونوں کے حالات کے مطابق مناسب ہوں گے، تو کیا یہ درست ہے؟ شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا:

"اگر عقد کی شرعی شرائط پوری ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ یعنی ولی، فریقین کی رضامندی، گواہان اور زوجین کا موانع نکاح سے محفوظ ہونا۔ اس کی دلیل نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ

((أَحَقُّ الشُّرُوطِ أَنْ تُوفُوا بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الفُرُوجَ))[34] فإذا اتفق الزوجان على أن المرأة تبقى عند أهلها، أو على أن القسم يكون لها نهاراً لا ليلاً، أو في أيام معينة، أو ليالي معينة: فلا بأس بذلك، بشرط إعلان النكاح، وعدم إخفائه[35]

"جب میاں بیوی اس بات پر متفق ہیں کہ عورت اپنے والدین کے پاس رہے گی یا اس کے لیے تقسیم میں رات کے بجائے دن ہو گا یا مقررہ دن یا راتیں ہو گی تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔ بشرطیکہ نکاح کا اعلان کردیا جائے اور اسے مخفی نہ رکھا جائے۔"

فتاویٰ شیخ ابن باز میں بھی نکاح مسیار کے حوالے سے ایک سوال موجود ہے۔ شیخ سے پوچھا گیا کہ نکاح مسیار اور نکاح شرعی میں کیا فرق ہے اور زواج مسیار کے لیے کن شرائط کا پورا کرنا ضروری ہے؟ جواباً شیخ نے فرمایا:

الواجب على كل مسلم أن يتزوج الزواج الشرعي وأن يحذر ما يخالف ذلك سواء سمي زواج مسيار أو غير ذلك. ومن شرط الزواج الشرعي الإعلان فإذا كتمه الزوجان لم يصح؛ لأنه والحال ما ذكر أشبه بالزنى، والله ولي التوفيق.[36]

"ہر مسلمان پر لازم پر ہے کہ وہ نکاح شرعی ہی کرے اور اس کی خلاف ورزی سے اجتناب کرے۔ خواہ اس کا نام زواج مسیار ہو یا کچھ اور۔ زواج شرعی کی شرائط میں سے ایک شرط اعلان بھی ہے اگر زوجین نکاح کو چھپائیں گے تو یہ صحیح نہ ہو گا کیونکہ اس صورت میں یہ زنا کے مشابہ ہو گا۔"

الشیخ عبدالعزیز عبداللہ آل الشیخ

آپ سعودی عرب کے مفتی اعظم ہیں۔ نیز رئیس ھیئۃ کبار العلماء اور رئیس ادارۃ البحوث العلمیۃ والدعوۃ والارشاد کی ذمہ داریاں بھی نبھارہے ہیں۔ نکاح مسیار کے حکم کے بارے میں پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں فرمایا:

فإذا كملت الشروط وأعلن -- فإن هذا نكاح صحيح ، سمِّه بعد ذلك ما شئت[37]**.**

"جب اس میں شرائط واعلان موجود ہو تو یہ نکاح صحیح ہے۔ اس کے بعد اسے جو مرضی نام دے دیں۔"

الشیخ عبداللہ عبدالرحمٰن الجبرین:

علامہ الجبرین سعودی عرب کے ممتاز علماء ومشائخ میں شمار ہوتے ہیں۔ موصوف ادارۃ الافتاء والدعوۃ والارشاد کے رکن ہیں نکاح مسیار کے بارے میں آپ کی رائے کچھ اس طرح ہے:

اعلم أن هذا الاسم مرتجل جديد ويراد به أن يتزوج امرأة ويتركها في منزلها ولا يلتزم لها القسم ولا بالمبيت ولا بالسكنى و إنما يسير إليها في وقت يناسبه ويقضي منها وطره ثم يخرج، وهو جائز إذا رضيت الزوجة بذلك، ولكن لابد من إعلان النكاح مع الاعتراف بها كزوجة لها حقوق الزوجات، ولأولاده منها حقوق الأبوة عليه[38]**.**

"زواجِ مسیار ایک جدید اصطلاح ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور اسے اس کے گھر میں ہی رہنے دے اور وہ اس کے نفقہ و سکنیٰ اور اس کے ہاں شب بسری کا پابند نہ ہو گا۔ نیز وہ اپنے اوقات میں سے جب چاہے اس کے پاس آکر اپنی جنسی خواہش پوری کر سکتا ہے۔ اگر عورت رضامند ہو تو یہ صورت جائز ہے لیکن اسکے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ نکاح کا اعلان کیا جائے اور مرد یہ اعتراف کرے کہ یہ عورت اس کی بیوی ہے جس کے لیے بیویوں کے حقوق ہوں گے اور اس سے جو اولاد ہو گی وہ بھی اپنے حقوق کی مستحق ہو گی۔"

لجنة الفتوی بالشبکة الاسلامیہ

ایک مطلقہ عورت کے نکاح مسیار کے متعلق ایک سوال کے جواب میں فرمایا گیا:

فزواج المسيار جائز --- ويشترط فيه شروط النكاح من الولي وغيره من الشروط، فإذا اختل فيه شرط كعدم الولي لم يصح[39]

"پس نکاحِ مسیار جائز ہے۔۔۔اور اس میں نکاح کی شروط پائی جاتی ہیں یعنی ولی وغیرہ کی شروط، اگر اس میں کوئی شرط معدوم ہو جیسے ولی کا نہ ہونا تو صحیح نہیں ہے۔"

الشیخ صالح بن مقبل العصیمی

شیخ موصوف بھی نکاح مسیار کے جواز کا موقف رکھتے ہیں۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے اسے ایک عام نکاح قرار دیا۔ وہ فرماتے ہیں:

بالنسبة لزواج المسيار فهو في الحقيقة زواج عادي صحيح يتوفر فيه ما يتوفر في الزواجات الأخرى الصحيحة شروطه بمو افقة الولي واشتراط الشهود والمهر [40]

"نکاح مسیار حقیقت میں عام ہی نکاح ہے اور صحیح ہے۔ اس میں وہی چیزیں پائی جاتی ہیں جو دوسری صحیح شادیوں میں پائی جاتی ہیں۔ اس کی شرط ولی کی موافقت ہے اور گواہی اور مہر کی شرط بھی ہوتی ہے۔"

الشیخ ابن عثیمینؒ

شیخ ابن عثیمینؒ نے نکاح مسیار کی صحت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

أن زواج المسيار إذا استوفى شروط الزواج الصحيح من الإيجاب والقبول ورضا الولي والشهود أو الإعلان : فإنه عقد صحيح[41]

"بلاشبہ نکاح مسیار جب صحیح نکاح کی شروط پوری کرتا ہے یعنی ایجاب و قبول، رضائے ولی، گواہ اور اعلان تو یہ نکاح صحیح ہے۔"

مذکور علماء کے علاوہ ڈاکٹر احمد الحجی الکردی[42]، جمہوریہ مصر عربیہ کے سابق مفتی اعظم شیخ نصر واصل [43]، ڈاکٹر سعد عنزی[44]، الشیخ ابی عبد المعز محمد علی فرکوس[45]، الشیخ محمد المنجد[46]، شیخ ازھر محمد طنطاوی[47]، سعودی عرب ریاض محکمہ کبریٰ کے قاضی شیخ ابراہیم بن صالح الخضیری48 بھی نکاح مسیار کی حلت و صحت کے قائلین میں سے ہیں۔

خلاصہ بحث:

دلائل کا تجزیاتی مطالعہ کرنے کے بعد ہم اس پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ عصر رواں میں نکاحِ مسیار کے مصالح زیادہ اور مفاسد کم ہیں۔ یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ مصلحت جلب منفعت اور دفع مضرت کا نام ہے۔اصول مصلحت کے تحت اگر دو مفسدے ہی کیوں نہ ہوں پھر بھی بڑے مفسدے سے بچنے کی خاطر کمتر مفسدے کو اختیار کیا جاسکتا ہے۔ یہ موقف یہاں بھی اختیار کیا جاسکتا ہے۔ ایسے مفکرین جنہوں نے مخالفت کی ہے انہوں نے نکاح مسیار کے مصالح کو نظر انداز کر کے مفاسد کو نمایاں کیا ہے۔اس کے برعکس مفکرین نے اس کے مطلق جواز کا فتویٰ دیا ہے انہوں نے صرف مصالح کو پیش نظر رکھا ہے۔ مفکرین کا وہ طبقہ جس نے جواز بالکراہۃ کا موقف اختیار فرمایا ہے انہوں نے شریعت کے اصول مصلحت سے استدلال کیا ہے۔ان کی نظر میں گو اس نوعیت کے نکاح میں کئی مفاسد کے جنم لینے کا احتمال ہے لیکن وہ مفاسد کمتر ہیں ان مفاسد کے مقابلہ میں جو اسے چھوڑنے سے پیدا ہو رہے ہیں۔ امام کعبہ الشیخ سعود الشریم کا فتویٰ اس ضمن میں بہت اہم ہے اس کے مطابق جواز کا فتویٰ ہی قرینِ مصلحت ہے۔ اور عدم جواز پر بے جا سختی بلا جواز ہے۔ تاہم اس قسم کے نکاح کا معروف شرعی نکاح سے تقابل کرنا کسی صورت بھی حوصلہ افزا اقدم نہیں ہو گا۔ نکاحِ مسیار گو جائز ہے لیکن معاشرہ میں معیوب ہی سمجھا جائے گا۔ اس لیے عام حالات میں اس قسم کے نکاح کی حوصلہ افزائی کرنا مفاسد میں اضافہ کا باعث بھی بن سکتا ہے۔ اگر کوئی ریاست اپنے معروضی حالات کے مطابق اس پر قانون سازی کرنا چاہے تو کر سکتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1] ۔ الرعد ۱۳:۳۸

Al-Raʿd 13:38

[2] ۔ الترمذی ، ابو عیسی محمد بن عیسیٰ، الجامع ،ابواب النکاح ، باب ما جاء فی فضل الزویج و الحث علیه ، دار الطبع والنشر الریاض، 2000ء، ح 1080

Al-Tirmidhī, Abū ʿĪsā Muḥammad b. ʿĪsā, *Al-Jāmiʿ*, Abwāb al-Nikāḥ, Bāb Mā Jāʾa Fī Faḍl al-Zawāj wa-al-Ḥath ʿAlayhi, Dār al-Ṭabʿ wa-al-Nashr al-Riyāḍ, 2000 CE, Ḥ 1080.

[۳] ۔ابن ماجه، سلیمان بن اشعث، سنن ،ابواب النکاح، باب ماجاء فی فضل النکاح، دار الطبع والنشر الریاض، 2000ء، ح ۱۸۴۶

Ibn Mājah, Sulaymān b. Ashʿath, *Sunan*, Abwāb al-Nikāḥ, Bāb Mā Jāʾa Fī Faḍl al-Nikāḥ, Dār al-Ṭabʿ wa-al-Nashr al-Riyāḍ, 2000 CE, Ḥ 1846.

[۴] ۔البخاری، ابو عبدالله محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح ، کتاب النکاح، باب من لم یستطع الباءة فلیصم، دار الطبع والنشر الریاض، 2000ء، ح ۵۰۶۶

Al-Bukhārī, Abū ʿAbdullāh Muḥammad b. Ismāʿīl, *Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Nikāḥ, Bāb Man Lam Yastaṭiʿ al-Bāʾah Falyasum, Dār al-Ṭabʿ wa-al-Nashr al-Riyāḍ, 2000 CE, Ḥ 5066.

[5]-البیہقی، امام ابی بکر احمد بن الحسین، شعب الایمان ، باب فصل فی الترغیب فی النکاح، دار الاشاعت، کراچی، 1436ھ، ح 5100

Al-Bayhaqī, Imām Abū Bakr Aḥmad b. al-Ḥusayn, *Shuʿab al-Īmān*, Bāb Faṣl Fī al-Targhīb Fī al-Nikāḥ, Dār al-Ishāʿat, Karachi, 1436 AH, Ḥ 5100.

[6]-ابن ماجه، کتاب النکاح، باب ماجاء فضل النکاح، ح ۱۸۴۷

Ibn Mājah, *Kitāb al-Nikāḥ*, Bāb Mā Jā'a Faḍl al-Nikāḥ, Ḥ 1847.

[7]-ابراہیم انیس، ڈاکٹر وغیرہ، المعجم الوسیط ، المکتبتة الاسلامیه ، استنبول ، بذیل ماده س ی ر، ص : ۴٦۷

Ibrāhīm Anīs, Dr. wa-ḍh., *Al-Muʿjam al-Wasīṭ*, Al-Maktabah al-Islāmīyah, Istanbul, Badhīl Mādda Sīr, p. 467.

[8]-ابن منظور ، أبو الفضل، جمال الدین، لسان العرب، بذیل ماده سیر،دارصادر، بیروت،1993ء، ۴/۴۸۷

Ibn Manẓūr, Abū al-Faḍl, Jamāl al-Dīn, *Lisān al-ʿArab*, Badhīl Mādda Sīr, Dār Ṣādir, Beirut, 1993 CE, 4/487.

[9]-ایضاً، ۵/۲۹۵

Ibid., 5/295.

[10]-البقرة ۲: ۱۸۵

Al-Baqarah 2:185

[11]-طاہر اسلام، حافظ، نکاحِ مسیار، ماہنامہ الاحیاء، جلد:۱، شمارہ:۱، جولائی ۲۰۰۷ء، الاحیاء ریسرچ فاؤنڈیشن، لاہور، ص:۳۷

Ṭāhir Islām, Ḥāfiẓ, *Nikāḥ al-Misyār*, Māhīnāh al-Aḥyā', Jild: 1, Shumārah: 1, July 2007 CE, al-Aḥyā' Research Foundation, Lahore, p. 37.

[12]-القرضاوی یوسف،ڈاکٹر، حول زواج المسیار مجلة المجتمع الکویتیة، العدد5، ۱۳۰۳ھ،۱۹۹۷ م،ص۱۳

Al-Qaraḍāwī, Yūsuf, Dr., *Ḥawl Zawāj al-Misyār*, Majallat al-Mujtamaʿ al-Kuwaytiyyah, Al-ʿAdad 5, 1303 AH, 1997 CE, p. 13.

[13] -www.albasirah.com/ur/gallery/22-august/.../598-august-10.html?

www.albasirah.com/ur/gallery/22-august/.../598-august-10.html

[14]-شعیب احمد، حافظ، خلفاء راشدین کا اجتہادی منہج ونوعیت اور عصر حاضر میں اس سے استفادہ، دارالنوادر، لاہور، ۲۰۱۳ء، ص:۳۷۰

Shaʿīb Aḥmad, Ḥāfiẓ, *Khulafāʾ al-Rāshidīn kā Ijtihādī Manhaj wa-Nawʿīyat wa-ʿAsr Ḥāḍir mein Is se Istifādah*, Dār al-Nawādir, Lahore, 2013 CE, p. 370.

[15]-طاہر اسلام ، حافظ،نکاحِ مسیار، ماہنامہ الاحیاء، جلد:۱، شمارہ: ۱، جولائ ۲۰۰۷ء،الاحیاء ریسرچ فاؤنڈیشن، لاہور،ص:۵۱

Ṭāhir Islām, Ḥāfiẓ, *Nikāḥ al-Misyār*, Māhīnāh al-Aḥyā', Jild: 1, Shumārah: 1, July 2007 CE, al-Aḥyā' Research Foundation, Lahore, p. 51.

[16] -آراء-العلماء-في-زواج-المسيار https://www.yabeyrouth.com/5436

Ārā' al-ʿUlamā' fī Zawāj al-Misyār 5436, https://www.yabeyrouth.com/

[17] ـ ايضاً

Ibid.

[18] ـ ايضاً

Ibid.

[19] ـ الروم21:30

Ar-Rūm 21:30

[20] - 82390https://islamqa.info/ar/answers/

82390, https://islamqa.info/ar/answers/

[21] ـ ارشيف منتدى الالوكة 1، 572

Arshīf Muntadā al-Alūkah 1, 572

[22] ـ آراء-العلماء-في-زواج-المسيار 5436 https://www.yabeyrouth.com/

Ārā' al-'Ulamā' fī Zawāj al-Misyār 5436, https://www.yabeyrouth.com/

[23] - https://dailypakistan.com.pk/23-Apr-369710/2016

https://dailypakistan.com.pk/23-Apr-2016/369710

[24] ـ آراء-العلماء-في-زواج-المسيار 5436 https://www.yabeyrouth.com/

Ārā' al-'Ulamā' fī Zawāj al-Misyār 5436, https://www.yabeyrouth.com/

[25] ـ ايضاً

Ibid.

[26] ـ ارشيف منتدى الالوكة 1، 572

Arshīf Muntadā al-Alūkah 1, 572

[27] ـ آراء-العلماء-في-زواج-المسيار 5436 https://www.yabeyrouth.com/

Ārā' al-'Ulamā' fī Zawāj al-Misyār 5436, https://www.yabeyrouth.com/

[28] - 15226https://fatwa.islamonline.net/

15226, https://fatwa.islamonline.net/

[29] ـ آراء-العلماء-في-زواج-المسيار 5436 https://www.yabeyrouth.com/

Ārā' al-'Ulamā' fī Zawāj al-Misyār 5436, https://www.yabeyrouth.com/

[30] ـ الاشقر، اسامه عمر، مستحداث فقهية فى قضايا الزواج والطلاق،ص ١٦٣

Al-Ashqar, Usāmah 'Umar, *Mustaḥdath Fiqhīyah Fī Qadāyā al-Zawāj wa-at-Ṭalāq*, p. 163.

[31] ـ آراء-العلماء-في-زواج-المسيار 5436 https://www.yabeyrouth.com/

Ārā' al-'Ulamā' fī Zawāj al-Misyār 5436, https://www.yabeyrouth.com/

[32] ـ ايضاً

Ibid.

[33] ۔ایضاً

Ibid.

[34] ۔صحیح البخاری ، کتاب الشروط ، باب الشروط فی المہر عند عقدة النکاح ، ح 2721

Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Shurūṭ, Bāb al-Shurūṭ Fī al-Mahr ʿInda ʿAqdah al-Nikāḥ, Ḥ 2721.

[35]۔فتا ویٰ علماء البلد الحرام: ص ۴۵۰، ۴۵۱

Fatāwā ʿUlamāʾ al-Balad al-Ḥarām: p. 450, 451.

[36] ۔مجموع فتاویٰ شیخ باز:۲۰/431، ۴۳۲

Majmūʿ Fatāwā Shaykh al-Bāz: 20/431, 432.

[37] ۔ "جريدة الجزيرة " الجمعة 15 ربيع الثاني 1422 هـ، العدد : 10508

"Jārīdah al-Jazīrah," Jumʿah 15 Rabīʿ al-Thānī 1422 AH, al-ʿAdad: 10508.

[38] ۔ 5436https://www.yabeyrouth.com/

5436, https://www.yabeyrouth.com/

[39] ۔ فتاوی الشبكة الاسلاميه ،5239/13

Fatāwā ash-Shabakah al-Islāmīyah, 13/5239.

[40] ۔ ارشیف ملتقى اهل الحديث1 ، 81/52

Arshīf Muntadā Ahl al-Ḥadīth 1, 52/81

[41]۔ 82390https://islamqa.info/ar/answers/

82390, https://islamqa.info/ar/answers/

[42] ۔آراء-العلماء-في-زواج-المسيار https://www.yabeyrouth.com/5436

Ārāʾ al-ʿUlamāʾ fī Zawāj al-Misyār 5436, https://www.yabeyrouth.com/

[43] ۔ایضاً

Ibid.

[44] ۔ایضاً

Ibid.

[45] ۔ https://ferkous.com/home/?q=fatwa-1149

https://ferkous.com/home/?q=fatwa-1149

[46] ۔ارشیف ملتقى اهل الحديث 1، 78/52

Arshīf Muntadā Ahl al-Ḥadīth 1, 52/78

[47] ۔آراء-العلماء-في-زواج-المسيار https://www.yabeyrouth.com/5436

Ārāʾ al-ʿUlamāʾ fī Zawāj al-Misyār 5436, https://www.yabeyrouth.com/

[48] ۔ایضاً

Ibid.